ماہنامہ "ماہِ نو" میں اسلامی جھلک

Islamic Perspective in the Monthly Magazine "Māh-e-Nau"

Rashida Pareen
Ph.D Scholar, Urdu Department, Lahore Garrison University,
Lahore;ridarashida60@gmail.com
Dr Ata-Ur-Rehman Meo,
Associate Professor, Urdu Department, Lahore Garrison University,
Lahoredrata786@gmail.com
Dr Muhammad Ikram-Ul Haq
Excutive Officer, Provincial Assembly of the Punjab,
Lahore;imhaq10@gmail.com

Abstract:
"Māh-e-Nau" is a National Magazine and is the voice of entire Pakistān. Relating to every aspect, the national head is a mirror of summer and represents the national life. "Māh-e-Nau" continued to publish articles on Isamic and local saints of religion, literature and poets and it wa[1]s recognized in literary circles that the best translations of Shah Abdul Latif Bhitai were presented in Māh-e- Nau. "Māh-e-Nau" has an important role in introducing this aristocracy poet. In the same way, Māh-e-Nau has the honor of presenting the translation of Wāris Shah's Marakat-ul-Arat work Hirānjha in same genre and in the same sea. "Māh-e-Nau" took the lead in getting it done. Apart from this, the best translations of regional songs were presented. He is also credited with introducing folk stories and song. Māh-e-Nau has always gone hand in hand with the national life. It reflects all these situations, events, and actions. In the regared, the special number of "Māh-e-Nau" were published , including "Quaid-e-Azam Number", "Iārn Number", Inqlāb Number", "Democracy Number", "Ghālib Number", "Aāzdi Number" and Siraat Number are prominent in it.

Keywords: Magazine, mirror, summer, translation, regional, credit, action,

اردو زبان وادب کے ارتقاء میں رسائل نے ہمیشہ بنیادی کردار ادا کیا ہے۔اسلامی، مذہبی، علمی و ادبی رسالہ کو عوام کی ذہنی تربیت میں اہم مقام حاصل ہے۔ مغل سلطنت کے زوال کے ساتھ ہی دہلی اور لکھنؤ کی ادبی محفلیں بکھر گئیں اور لاہور کی ادبی انجمن آباد ہوئی۔ چھاپہ خانوں کا آغاز ہوا اور اخبار و جرائد کی طباعت کا سلسلہ شروع ہوا۔ان رسائل و جرائد کو عوام کو طرف سے پذیرائی حاصل ہوئی۔ 1853ء سے جاری ہونے والے مغربی پنجاب، خصوصاً لاہور کے پہلے ادبی جریدے سے لیکر آج تک کے رسائل کو شمار کیا جائے تو ایک طویل فہرست مرتب ہو جاتی ہے۔ 1920ء سے 1935ء تک لاہور سے کئی ایک رسائل کا اجرا ہوا ان میں قابل ذکر مخزن، ہمایوں، عالمگیر، نیرنگ خیال اور ادبی دنیا تھے۔ یہ اپنے عہد کے وہ پرچے ہیں جو اپنی پہلی اشاعت سے ہی توجہ کا مرکز بن گئے۔ تقسیم ہند کے بعد بھی لاہور میں ان کی اشاعت کا سلسلہ جاری رہا۔

اسلامی، مذہبی ار علمی وادبی حلقوں میں تمام رسائل و جرائد اپنی الگ الگ پہچان اور اہمیت رکھتے تھے۔ لیکن ان سب میں ماہنامہ ''ماہِ نو'' کو منفرد حیثیت حاصل ہوئی۔اور ادبی حلقوں میں خصوصی توجہ کا مرکز بنا،اس کی پہلی وجہ یہ ہے کہ سرکاری سطح پر چھپنے والا واحد ماہنامہ ہے اور دوسری وجہ یہ کہ باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے۔ محکمہ اطلاعات و نشریات نے "ماہ نو"، کا **پہلا شمارہ اپریل 1948** میں ادارہ مطبوعات، کراچی سے شائع کیا۔ اس ماہنامہ کے پہلے مدیر وقار عظیم تھے۔انہوں نے خوش اسلوبی کے ساتھ ادارت کے فرائض انجام دیئے۔ آپ حکومت ہند کی نگرانی میں شائع ہونے والے جریدہ'' آج کل'' کے متحدہ ہندوستان کے آخری دور کے مدیر تھے۔انہوں نے ماہنامہ ''ماہِ نو'' کو ایک قومی رسالہ بنانے کے لیے اس کے ابتدائی خطوط وضع کیے اور سرکاری پرچہ ہونے کے باوجود اس کی ادبی جہت آشکار کی۔

"ماہ نو" پہلا شمارہ:

"ماہ نو" کا پہلا شمارہ 61 صفحات پر مشتمل تھا۔اس شمارے میں ملک کے نامور شعرا اور ادبا کی افسانوی، لسانی، شعری اور ادبی فن پارے شائع ہوئے۔ان ادبی فن پاروں میں حامد حسن قادری کے اشعار "تاریخ قیام پاکستان" (ص: 3)، اسد ملتانی کی نظم "غم نہ کر" (ص:4)، فراق گورکھپوری کی غزل (ص:5)، احمد ندیم قاسمی کی نظم "کل اور آج" (ص:6)، مسعود حسن کی نظم "مدینہ آدم" (ص:7)، خواجہ غلام السیدین کا مضمون "آندھی میں چراغ" (ص:8)، ش۔ ضحیٰ کی نظم "محسوسات" (ص:15)، کرشن چندر کا افسانہ "لال باغ" (ص:16)، سید احتشام حسین کا مضمون "اُردو کا لسانیاتی مطالعہ" (ص:21)، آغا محمد اشرف کی تحریر" دلی کا پودا" (ص:24)، اختر حسین رائے پوری کا مضمون " پاکستان کے بعض تعلیمی مسائل" (ص:26)، خواجہ احمد عباس کا افسانہ "میں کون ہوں؟" (ص:33)، دشوامتر عادل کی نظم "نیند سے پہلے" (ص:33)، علی سردار جعفری کی اقبال کی اُردو شاعری پر نئے تصورات کی روشنی میں تحریر "اقبال کی آواز" (ص:39)، م ا ح کا افسانہ "قبر کے گوشے میں" (ص:45)، آغا محمد یعقوب دواشی کا غازی مصطفی کمال اتاترک کی ترکی زبان کی وصیت کا ترجمہ " اتاترک کی وصیت" (ص:47)، وقار عظیم کی اٹھارویں صدی کے اوائل کے سندھی صوفی شاعر کی سوانح حیات پر مشتمل تحریر "شاہ عبداللطیف کا تعارف" (ص:48)، فضل حق دہلوی کی مغلیہ دور میں عوام میں فنون لطیفہ فن خطاطی کا شوق پیدا کرنے کے حوالے سے تحریر "مغلوں کے عہد میں خطاطی" (ص:52) اور ع۔ا کی ڈولی فلم کی کہانی پر مختصر تحریر" نئے فلم" (ص:55) پر شامل ہیں۔اس پہلے شمارے میں خوش آئند بات یہ ہے کہ پاکستان ہجری سال کے مہینے رمضان المبارک میں وجود میں آیا۔اس ماہ کی برکت کو اجاگر کرنے کے لیے حامد حسن قادری نے علم الاعداد کی روشنی "تاریخ قیام پاکستان" کے عنوان سے سات اشعار پر مشتمل نظم تحریر کر دی۔

جس سے پاکستانیت کی تصور ابھر کر سامنا آیا۔ انہوں اس نظم میں **"کنتم خیر امتہ"** کے الفاظ کے اعداد ہجری سال کے اعتبار سے 1366 نکالے۔ عیسوی سال 1947 کو پاکستان معرض وجود میں آیا جس کا ہجری سال 1366 بنتا ہے۔ قاری کی دلچسپی کے لیے اشعار ملاحظہ ہو: [2]

کنتم خیر امة

(تاریخ قیام پاکستان)

ہوا قائم جو پاکستان آخر
بھلے ہی دن تھے ہندوستان کے وہ
سمجھتے ہیں اسے وہ مژدہ امن
جو اسلام اور مسلم سے ہیں آگہ
یہ دنیا کو ہے آزادی کا پیغام
شب تاریک میں ہے مشعل رہ
مساوات و اخوت کا علمدار
سکون و عافیت کا پیش خیمہ
ریاست کی مثال بے مثالی
سیاست کا زمانے کو نمونہ
مسلمانوں کا پاکستان حق تھا
کہ تھا ارشاد **کنتم خیر امة**

ماہنامہ ماہ نو کا دوسرا دور محمد حسن عسکری سے شروع ہوتا ہے اور تیسرا دور رفیق خاور ظفر اور ظفر قریشی کی معاونت سے شروع ہوا۔ ڈاکٹر انور سدید "ماہ نو" کے ادوار کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

"ماہِ نو" کا تیسرا طویل دور رفیق خاور اور ظفر قریشی کی معاونت سے شروع ہوا اور یہ ایک ایسے مقصدی پرچے کی صورت اختیار کر گیا۔ جس میں مدیر، مصنف اور قاری تینوں ایک مضبوط مثلث کے ضلع تھے، یہ ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے اور اپنے اثرات باہم تقسیم کر رہے تھے۔ اس طوی دور میں ''ماہِ نو'' نے قومی سر گرمیوں کو ملحوظ خاطر رکھا اور سماجی کروٹوں کو ادب کے وسیلے سے بھی پیش کرنے کی سعی کی، مسائل و معاملات پر تبادلہ خیال کی راہ ہموار کی، مقامی زبانوں میں ارتباط پیدا کیا اور مختلف علاقائی ثقافتوں کو ایک دوسرے میں مدغم کرنے کی طرح ڈالی، اس دور میں ماضی

1۔ حامد حسن قادری، "تاریخ قیام پاکستان" مشمولہ "ماہ نو"، شمارہ اپریل ۱۹۴۸، ادارہ مطبوعات، کراچی، ص:۳

[2] Ḥāmid Ḥassan Qādrī,"History of the Establishment of Pakistān" including " Māh-e-Nu" issue April 1948, Publishing House, Karāchī, p:3

حال کے ساتھ جڑا ہوا نظر آتا ہے اور حال کامیابی سے مستقبل کی طرف سفر کر رہا ہے۔ ملک کی سیاسی فضا اگرچہ انتشار کی زد میں تھی۔ لیکن قومی ثقافت "ماہِ نو" کے صفحات میں جڑی ہوئی نظر آتی ہے۔ رفیق خاور اور ظفر قریشی نے "ماہِ نو" کو ادب اور ثقافت کی مضبوط بنیاد فراہم کر دی تھی۔"[3]

اس عرصے میں "ماہِ نو" نے کراچی سے اسلام آباد اور پھر لاہور کی طرف سفر طے کیا۔ اسلام آباد میں "ماہِ نو" اپنی جڑیں زمین پر نہ اتار سکا۔ جبکہ لاہور میں منتقل ہونے کے بعد یہ ماہنامہ ترقی کی منازل طے کرتا گیا۔ لاہور میں کشور ناہید اس کی مدیر مقرر ہوئیں اور انہوں نے اس ماہنامہ کو بلندیوں تک پہنچا دیا

کشور ناہید ان الفاظ میں روداد سفر بیان کرتی ہیں۔

"1948ء میں "ماہِ نو" نے اپنے سفر کا آغاز کیا۔ سید وقار عظیم نے اس فضا کو قائم کرنے کی بنیاد ڈالی۔ جس میں ادب کی توانائی اور تازگی، دونوں اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہیں۔ محمد حسن عسکری نے ان روایات کو مستحکم اور وسیع کیا۔ اس زمانے میں ادبی مباحث اور پاکستان اور غیر ملکی زبانوں کے تراجم بھی شائع ہونے شروع ہوئے۔ عسکری صاحب کے بعد طناب ادارت رفیق خاور، ظفر قریشی اور فضل قدیر سے ہوتی ہوئی مجھ تک پہنچی۔ پاکستان کی تاریخ کی طرح بہت سی سلوٹیں "ماہِ نو" نے بھی پس انداز کیں۔ کچھ عرصہ کے لیے اس کی اشاعت بھی کھنڈت میں پڑی مگر پھر یوں ہوا کہ جیسے لاہور کا پانی اسے راس آگیا۔ گزشتہ دس برس کے قومی اور بین الاقوامی ادب کے جدید آئینوں کی لہروں کو گرفت میں لانے کی موہوم سی سعی نے "ماہِ نو" کو حسب سابق اعتبار کی منزلت دی ہے۔"[4]

"ماہِ نو" نے بہت جلد ان قدآور جریدوں کا مقابلہ کرتے ہوئے خود کو مرکز نگاہ بنایا۔ "ماہِ نو" نہ صرف رجحان ساز بلکہ ادب ساز جریدہ تھا۔ اس میں مشہور اور نئے لکھنے والوں کی تحریریں خوبصورت طباعت میں پیش ہوتی تھیں۔ اس میں اعلیٰ پایہ لکھنے والے اس میں لکھنے میں فخر محسوس کرتے اور یہ ماہنامہ جلد ہی دوسرے ماہناموں کے لیے ماڈل بن گیا۔ "ماہِ نو" اس اعتبار سے بھی سخت جان جریدہ ہے کہ اس کے ساتھ کئی پرچے تقسیم ہند کے بعد حالات کی تبدیلیوں کا سامنا نہ کر سکے اور اپنا وجود برقرار نہ رکھ سکے۔ لیکن تقسیم سے پہلے اور بعد میں جتنی پریشانیوں کا مقابلہ "ماہِ نو" نے کیا شاید ہی کسی نے کیا ہو۔ "ماہِ نو" کی خوش قسمتی یہ بھی ہے کہ اسے خوش فکر شاعر، کشادہ نظر نقاد اور بیدار مغز ادیب میسر آئے۔ اس میں اوائل لکھنے والوں میں مولانا غلام رسول مہر، مولوی مہیش پرشاد، پروفیسر مسعود حسن رضوی، آفاق دہلوی، حمید، سلطان، نفس الدین، عبدالسلام خورشید، شیخ محمد اسماعیل پانی پتی اور محمد احمد سبزواری کے نام شامل ہیں۔ جنہوں نے "ماہِ نو" کو بلند پایہ مضامین سے نوازا۔

"ماہِ نو" نے انشائیہ، سفر نامہ، طنز و مزاح اور ڈرامہ کی اصناف میں بھی اعلیٰ پایہ تخلیقات پیش کیں۔ یہ ایک زندہ اور فعال پرچہ تھا اس لیے جب اردو ادب میں جدیدیت کی لہر آئی اور ادیب، شاعر، افسانہ نگار اور ناول نگار سبھی اس سے متاثر ہوئے تو "ماہِ نو" نے اس نئے انداز کا خیر مقدم کیا۔

2۔ ڈاکٹر انور سدید "پاکستان میں ادبی رسائل کی تاریخ" ابتدا تا ۱۹۸۸ء، اکادمی ادبیات پاکستان، اسلام آباد، جنوری ۱۹۹۲ء، ص: ۱۳۳۰

[3] Dr Anwar Sadid "History of Literary Magazines in Pakistān" from the beginning to 1988, Pakistān Academy of the Letters, Islamabād, January 1992,p:1330

3۔ کشور ناہید، "روداد سفر"، "ماہِ نو" چالیس سالہ مخزن، یکم اگست ۱۹۸۷ء، ادارہ مطبوعات پاکستان، لاہور

[4] Kishwer Nāheed," Rudād Safar" "Māh-e-Nau", Forty years Old Makhzan, August 1, 1987, Pakistān Publications Institure, Lāhore.

نئے لکھنے والوں کو ان کے جدید نظریات کے ساتھ اپنے صفحات کی زینت بنایا۔ اس ماہنامہ نے عوام میں یہ شعور بیدار کیا کہ اپنی تہذیب اور تہذیبی روایات سے تعلق ٹوٹنے نہ پائے۔ اس سلسلہ میں منظوم تراجم نے بڑا کام کیا۔ انہوں نے ہمارے قدم شعراء کا قیمتی سرمایہ ہمارے سامنے پیش کیا۔ اس کے علاوہ ادبی شہ پاروں میں ہئیت، اسلوب اور آہنگ وغیرہ کے بارے میں اچھوتے تصورات پیدا ہوئے جو ادب و فن میں نئے میلانات کا پیش خیمہ ثابت ہوئے۔ پشتو کے تراجم نے ہئیت میں نئے تصورات پیدا کیے۔ اس کے علاوہ ''عمر ماروی'' کے تراجم نے نئے خیالات کے دریچے کھول دیے۔ اردو اور دوسری پاکستانی زبانوں نے ایک دوسرے کے اثرات قبول کیے۔ ایسی ہی تبدیلی اہل قلم میں پیدا ہوئی۔ جو بے تکلف ایک زبان کے الفاظ دوسری زبانوں میں استعمال کرتے۔ دنیائے اسلام، اس کی روایات، اس کا ثقافتی سرمایہ، اس کے روابط اور ملی شیرازہ بندی ایسے اہم ذرائع ہیں جن کی اہمیت سے نکار نہیں کیا جا سکتا۔

''ماہِ نو'' نے شاعری کے افق کو مختلف شعراء کی تخلیقات سے منور کیا۔ چنانچہ عابد علی عابد، حفیظ جالندھری، ہادی حسین، رئیس امروہوی، ذوالفقار علی بخاری، حفیظ ہوشیار پوری، احسان دانش، صوفی تبسم، یگانہ چنگیزی، سیماب اکبر آبادی، فراق گورکھپوری جوش اور اثر لکھنوی جیسے اساتذہ فن کی منظومات کے ساتھ ساتھ ناصر زیدی، مرتضیٰ برلاس، نزری قیصر، افتخار عارف خورشید رضوی، صابر ظفر، اکبر حمیدی، غلام حسین ساجد رشید نثار اور قمر رضا شہزاد کو بھی پیش کیا گیا۔ ''ماہِ نو'' نے تنقید و تحقیق کے میدان میں متعدد مضامین پیش کیے۔ جن سے ادب اور ذہن دونوں کو جلا ملی۔ خاص نمبروں کی اشاعت کے اہتمام میں ''ماہِ نو'' نے جدت اور انفرادیت سے کام لیا۔

''ماہِ نو'' نے خاص شخصیات پر نمبر شائع کر کے ان ہستیوں کو خراج تحسین پیش کیا اور خاص مواقعوں پر نمبر شائع کر کے ایک تاریخ رقم کی۔ یہ خاص نمبر ادب کی دنیا میں اہم مقام رکھتے ہیں اور ایک مستند دستاویز کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس ماہنامہ میں ہر سال فروری کے مہینے میں مرزا غالب پر اور اپریل کے مہینے میں علامہ اقبال نے پر مضامین پیش کیے۔

سید وقار عظیم ''ماہِ نو'' کے بارے میں لکھتے ہیں۔

''ادب میں جو کچھ لطیف و جمیل ہے ادب میں جو کچھ زندگی کی نزاکتوں کا حامل ہے اور اس میں جو کچھ خیر کا حامی اور شر سے باغی ہے۔ اس کے لیے ''ماہِ نو'' کا دامن بہت وسیع رہے گا۔[5] ''ماہِ نو'' نے آرٹ کے فن کو بھی ترقی دی۔ آرٹ ہمیشہ زندگی کا عکاس ہوتا ہے۔ خواہ یہ گھناؤنی حقیقتوں کو بے نقاب کرے۔ رعنائیوں سے پردہ اٹھائے۔ یہ ہمیشہ تعمیری سرگرمیوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ بین الاقوامی تعلقات بہتر بنانے کے لیے آرٹ کا عالمگیر بنیادی قدروں کا حامل ہونا ضروری ہے۔ ''ماہِ نو'' کی روایات میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ اس کا ہر سالنامہ گزشتہ سالناموں سے بازی لیتا ہوا نکلا۔ ''ماہِ نو'' پاکستان کے ادب و ثقافت کے ساتھ ساتھ عمومی تہذیب و ترقی کا بھی کسی حد تک آئینہ دار رہا ہے۔ اس طرح اس ماہنامہ نے ادب کو قومی زندگی کے قریب تر لانے کی کوشش کی۔ اس کے صفحات میں رفتار ادب اور ذہنی ترقی کے ساتھ ساتھ بعض خوشگوار مادی تبدیلیوں کا عکس بھی نظر آتا ہے۔

4۔ سید وقار عظیم، ماہنامہ ''ماہِ نو''، ''کچھ اپنی باتیں'' کراچی، اپریل ۱۹۴۸ء، جلد: ۱، شمارہ: ۱، ص: ۲

[5] Syed Waqār Azim, Monthly Magazine "Māh-e-Nau"Kuch Apnī   Batain" Karāchī, April 1948, V:1, Issue1, P:2

بقول سید وقار عظیم:

''اردو ہمیں عزیز ہے اور اس کے کلچر سے تعلق رکھنے والی ہر چیز عزیز ہے۔ ہمارا ادب، ہماری شاعری، مصوری، سنگ تراشی، موسیقی ہمارا عزیز سرمایہ ہے۔ جو ہم نے صدیوں کی مسلسل محنت سے جمع کیا ہے۔ ہم اسے زندہ رکھ کر اس کی روشنی میں آگے بڑھنا چاہتے ہیں۔ ہم تمدن کے اس سارے سرمائے کو گزری ہوئی نسلوں کی امانت سمجھتے ہیں اور اس امانت کی حفاظت اور اس کی روشنی میں اپنی تمدنی میراث کو نئے سانچوں میں ڈھالنے کو اپنا فرض جانتے ہیں۔''[6] ''ماہِ نو'' نے روشن کارناموں، حوصلہ افزا منصوبوں کے ساتھ ساتھ قوم کے دشوار مسائل کو بھی زیر غور لانے کی کوشش کی اور اپنی بساط کے مطابق ملک کے ہر طبقے کے لیے جدوجہد کی رفتار کا ایک جامع مرقع بننے کی کوشش کی۔ ذہنی و قلبی احساسات کا عکس اس کے شماروں کی نظموں میں نظر آتا ہے۔ ''ماہِ نو'' اسلامی اور مقامی بزرگان دین، ادباء اور شعراء کے بارے میں مضامین شائع کرتا رہا اور ادبی حلقوں میں یہ بات تسلیم کی گئی کہ شاہ عبدالطیف بھٹائی کے بہترین تراجم ''ماہِ نو'' میں ہی پیش کیے گئے۔ اس عارف شاعر کو متعارف کروانے میں ''ماہِ نو'' کا اہم کردار ہے۔ اسی طرح وارث شاہ کی معرکۃ الآرا تصنیف ''ہیر رانجھا'' کے ترجمہ کو اسی بحر میں اور صنف میں پیش کرنے کا شرف بھی ''ماہِ نو'' کو حاصل ہے۔ علاقائی زبانوں کا ادب، علاقائی مشاہیر اور علاقائی ثقافت کا بھرپور تعارف کروانے میں '' ماہِ نو'' نے پیش قدمی کی۔ اس کے علاوہ علاقائی شہ پاروں کے بہترین تراجم پیش کیے گئے۔ عوامی کہانیوں اور گیتوں کو متعارف کروانے کا سہرا بھی اسی کے سر ہے۔ ''ماہِ نو'' ہمیشہ قومی زندگی کے ساتھ قدم بہ قدم چلا ہے۔ اس میں ان تمام حالات، واقعات، تقریبات اور اقدامات کا عکس نظر آتا ہے۔ اس اعتبار سے " ماہ نو" کے خاص نمبر شائع ہوئے جن میں '' قائداعظم نمبر''، ''ایران نمبر''، ''انقلاب نمبر''، ''جمہوریت نمبر''، "غالب نمبر"، "آزادی نمبر" اور " **سیرت نمبر**" اس میں نمایاں ہیں۔

اشاعت خاص۔ آزادی نمبر:

"ماہ نو" کا سب سے پہلے خاص نمبر (شمارہ نمبر 5 اگست اور شمارہ نمبر 6 ستمبر) 14 اگست 1948 کے سرورق کے ٹائیٹل سے "آزادی نمبر" شائع ہوا۔ یہ شمارہ 126 صفحات پر مشتمل تھا اس خاص نمبر میں ملک کے نامور شعرا کرام اور ادبا نے اپنے ادبی فن پارے شائع ہوئے وہ ماہ نو کے قارئین کا خاص توجہ کا مرکز بنے۔ جن کی آج بھی ایک ریسرچ اسکالر کے لیے ایسی تحقیقی معلومات تحقیق کے نئے باب کھولنے کے لیے مشعل راہ ہے۔ اس خاص نمبر کی فہرست شامل ہے۔ ملاحظہ ہو:

"آزادی کے بارہ مہینے	عظیم وقار	ص:5
پاکستان کے خصوصی مہمان	پنڈت برجوہن دتاتریہ کیفی	ص:6
استحکام پاکستان	میاں بشر احمد	ص:11
پاکستان	اسد ملتانی	ص:12

10۔ سید وقار عظیم ''ماہِ نو'' کراچی، فروری ۱۹۴۹

[6] Syed Waqār Azim," Māh-e-Nau", Karāchī, February 1949

پاکستان کا پہلا سال	نہال سیوہاروی	ص:13
پاکستان زندہ باد	شبیر بخاری	ص:14
مشرقی پاکستان کا ایک مصور	محمد تقی	ص:15
محمد علی جناح	زیبا ردولوی	ص:16
جشن سالگرہ	اختر ہوشیار پوری	ص:17
پہلی سالگرہ	تابش صدیقی	ص:17
اختر کے زہرہ کے مہینے	رفیق خاور	ص:18
پاکستان کے مستقبل	ماہر القادری	ص:19
جشن پاکستان	عشرت رحمانی	ص:20
پاکستان میں کلچر کا مستقبل	ڈاکٹر تاثر	ص:21
مشرقی پاکستان کا تمدنی اور معاشرتی خاکہ	سیدہ فطینہ اختر بانو	ص:26
اردو پاکستان کی قومی زبان	میاں بشر احمد	ص:28
شالامار باغ، لاہور	غلام رسول مہر	ص:29
قطعات	عشرت رحمانی	ص:32
پاکستان کا نظام زر	ڈاکٹر انور اقبال قریشی	ص:33
سندھی کہاوتیں تاریخ کے آئینے میں	اے، بی، ادوانی	ص:38
پنجاب کے دیہاتی گیت	احمد ندیم قاسمی	ص:41
پاکستان کے تمدنی روابط	ڈاکٹر حبیب الرحمن	ص:47
کراچی کی سیر گاہیں	عزیز احمد	ص:49
اردو غزل اور حسن ادا	ڈاکٹر یوسف حسن	ص:51
دیہی اصلاح کا ایک خاکہ	میاں افضل حسین	ص:60
حضرت یزداں میں اقبال کی بیباکیاں	حامد علی خاں	ص:63

پاکستان کی خواتین	مسرت تیموری	ص:65
جدید سوانح نگاری	سید امیتاز علی تاض	ص:67
نئی ڈکشنری	نواب سید احمد آزاد	ص:72
امیر الامرا نواب شائستہ خاں	فضل حق قریشی دہلوی	ص:73
ہماری ریاستیں	صدیق احمد صدیقی	ص:75
غزل	جلیل قددائی	ص:78
ماہ نو	سیماب اکبر آبادی	ص:80
اتحاد	ساغر نظامی	ص:81
موضوع	خاطر غزنوی	ص:82
غزل	ڈاکٹر تاثر	ص:86
غزل	ذوالفقار علی بخاری	ص:86
دو غزلیں	پنڈت لُبھو رام جوش طیانی	ص:87
غزل	عبدالحمید عدم	ص:88
غزل	اقبال صفی پوری	ص:88
غزل	حامد اللہ افسر	ص:89
دعا	حامد اللہ افسر	ص:89
غزل	زیبا ردولوی	ص:89
غزل	خمار بارہ بنکوی	ص:90
مردوری	سعادت حسن منٹو	ص:92
صد مشاعرہ	شوکت تھانوی	ص:94
چند تصویر بتاں	حجاب امتیاز علی	ص:97
منجدھار میں	خدیجہ مستور	ص:99
انتظار	قدرت اللہ شہاب	ص:105

جب سنت رام نے بیلن اٹھایا	اوپندر ناتھ اشک	ص:108
آزادی کی صبح	ممتاز شریں	ص:110
رقص ابلیس	ایم اسلم	ص:113
نراس میں آس	صالحہ عابد حسین	ص:116
جب قافلہ چلا۔۔	یزدانی ملک	ص:125"[7]

ماہ نو کے اس آزادی نمبر میں وقار عظیم نے "آزادی کے بارہ مہینے" کے عنوان سے تحریر لکھی۔اس میں انہوں نے پاکستان کی آزادی سے لے کر پہلے سال میں پاکستان نے جو غیر ملکی سطح پر اپنی حیثیت کو مستحکم کیا،افواج پاکستان جو منتشر ہو چکی تھی اس کو ربط میں لایا گیا۔

اقتباس ملاحظہ ہو:

"پاکستان کی فوجیں تقسیم کے بعد ادھر اُدھر بکھری ہوئی تھیں۔انھیں اُن کے حصہ کا ضروری سامان بھی نہیں ملا تھا لیکن اب بکھری ہوئی فوجیں اکٹھی ہو گئی ہیں، فوجی، بحری اور ہوائی فوجوں کو تنظیم و ترتیب ہو چکی ہے۔ ہر محکمہ میں تربیت و تعلیم کے مرکز کھول دیئے گئے ہیں۔ فوجی افسروں کی ٹریننگ ہو رہی ہے اور موزوں نوجوانوں کی بھرتی برابر جاری ہے اور اب یہ صورت ہے کہ پاکستان کے شہری اپنی فوجی قوت اور تنظیم پر پورا اعتماد اور یقین کر سکتے ہیں۔ پاکستان پچھلے ایک سال میں اپنی بین الاقوامی حیثیت بھی مستحکم کر لی ہے وہ یو این او کا ممبر ہے اس کے نمائندے یو این او کی مختلف کمیٹیوں کے اجلاسوں میں اپنی قابلیت سکہ جما چکے ہیں۔ پاکستان نے دنیا کے سارے بڑے ملکوں سے سیاسی تعلقات قائم کئے ہیں اور دنیا کے 22 ملکوں کے سفیر اور نمائندے مستقل طور پر پاکستان میں آگئے ہیں۔اس کے اپنے سفارتی نمائندے بھی امریکہ ،انگلستان، مصر،ایران،افغانستان ہندوستان اور برما بھیجے جا چکے ہیں۔"[8] پاکستان میں عوام کے لیے تعلیم کے حصول کو یقینی بنانے کے لیے جو اقدامات اٹھائے ان کے بارے میں اس مضمون میں لکھا گیا۔

اقتباس ملاحظہ ہو:

"پاکستان کی زندگی میں سکون اور اطمینان کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ اس نے اپنی اس سخت زندگی میں تمدنی سر گرمیوں کی طرف سے غفلت نہیں برتی۔ شروع کے چند مہینے اس لحاظ سے بے شک بالکل ویران نظر آتے ہیں لیکن اب علمی،ادبی اور فنی سر گرمیوں کی ضرورت پاکستان کے مختلف طبقوں کے دلوں میں سدا ہو چکی ہے۔ رسالوں اور کتابوں کی اشاعت کا کام علم و ادب اور فن کی انجمنوں کا قیام، نئے مدرسوں اور کالجوں کے قیام کے

6۔"ماہ نو"، شمارہ اگست۔ ستمبر ۱۹۴۸،ادارہ مطبوعات، کراچی، ص:۳۔۴
[7] Māh-e-Nu, Issue August-September 1948, Publishing House, Karāchī, p:3-4

7۔سید وقار عظیم، "آزادی کے بارہ مہینے" مشمولہ "ماہ نو"، شمارہ اگست۔ ستمبر ۱۹۴۸،ادارہ مطبوعات، کراچی، ص:۸
[8] Syed Waqār Azim, "12 months of Independence", including"Māh-e-Nu" ,Aug-Sep 1948 Publishing House, Karāchī, p:8

ساتھ نئے نصاب تعلیم کی ترتیب کی کوشش، دوسرے ملکوں سے تمدنی روابط پیدا کرنے کا شوق یہ اور اس طرح کی بہت سی تمدنی سرگرمیاں ہیں جس سے اندازہوتا ہے کہ پاکستان نے اپنے آزادی کے پہلے سال کا صرف اچھی طرح کیا ہے لیکن یہ سب کچھ ایک بہت بڑی قوم کی آزادی زندگی کی ابتدا ہے۔ پاکستان والے اپنی ہمت، حوسلہ اور زور بازو سے اس ابتدا میں ترقی، عروج اور تکمیل کا رنگ بھرنے کا عزم کر چکے ہیں۔"[9]

پاکستان کے قیام کے بعد اردو زبان پاکستان کی قومی زبان قرار پائی۔ لیکن قیام پاکستان کے بعد سب سے اہم مسئلہ اس کی بقاء کا تھااور دوسری قومی زبانوں کے ساتھ اس کے تعلقات استوار رکھنے کا تھا۔ اس سلسلے میں دوسرے ادبی رسائل کے ساتھ ساتھ "ماہِ نو" نے بھی یہ فریضہ سرانجام دیا۔ "ماہِ نو" نے قومی زبان کے تحفظ کے لیے مضامین شائع کیے اور مذاکروں کا سلسلہ بھی قائم کیا۔ جس میں معروف علمی وادبی شخصیات کو مدعو کیا جاتا اور اردو زبان کی ترقی کے لیے اقدامات کیے جاتے۔ "ماہِ نو" میں جنوری 1970ء میں "اردو زبان کا پس منظر" عین الحق فرید کوٹی کا مضمون شائع ہوا۔ جس میں انہوں نے اعتراف کیا کہ زبان انسان کے وجود کے ساتھ جنم لیتی اور پھلتی پھولتی ہے۔ وہ زبان کے ارتقاء کو اس کی تاریخ سے وابستہ سمجھتے ہیں۔ اس ضمن میں وہ لکھتے ہیں کہ

"کسی قوم کی زبان اور اس کا ارتقاء اس قوم کی تاریخ سے منسلک ہوتا ہے۔ کیوں کہ تاریخ کا ہر دور زبان پر چند انمٹ نشانات ثبت کر جاتا ہے۔ اصل میں تاریخ اور زبان کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔"[10]

اس طرح یہ بات پر وثوق طریقے سے کہی جاسکتی ہے کہ "ماہِ نو" نے اردو زبان کی بقاء کے ذہنی رجحانات کو عام آدمی تک پہنچانے کے لیے اہم کردار ادا کیا۔ اس سے آپس میں یگانگت کا تصور اُجاگر ہوا۔ اردو ادب کے ساتھ ساتھ "لسانیات" بھی "ماہِ نو" کا مستقل موضوع رہا ہے۔ اس ماہنامے نے زبان کے حوالے سے اہم کردار ادا کیا۔ کیونکہ اگر زبان قائم رہتی ہے تو ادب بھی برقرار رہتا ہے اور مکمل تاریخی اور ثقافتی ورثہ بھی۔ یہی وجہ ہے کہ قیام پاکستان کے بعد اردو زبان اور اس کے رسم الخط کو تبدیل کرنے کی آوازیں سربلند ہوئیں۔ تو اس اہم قومی وثقافتی ورثہ کی حفاظت کے لیے "ماہِ نو" نے آواز اٹھائی۔

اشاعت خاص۔ سیرت رسول اللہ ﷺ:

"ماہ نو" کی خصوصی اشاعت سیرت نمبر "شمارہ نمبر 7۔8 جولائی اور اگست" 1963 کو شائع ہوا۔ یہ شمارہ 238 صفحات پر مشتمل تھا اس اشاعت خاص میں ملک کے نامور شعرا کرام اور ادبا کے ادبی فن پارے شائع ہوئے۔ جس میں اسلامی جھلک نمایاں نظر آتی ہے۔ اشاعت سیرت رسول اللہ ﷺ کی فہرست میں شامل ہیں۔ ملاحظہ ہو:

"حرف نیاز ص:5

8۔ سید وقار عظیم، "آزادی کے بارہ مہینے" مشمولہ "ماہ نو"، شمارہ اگست۔ ستمبر ۱۹۴۸، ادارہ مطبوعات، کراچی، ص:۹

[9] Syed Waqār Azim, "12 months of Independence", including"Māh-e-Nu" ,Aug-Sep 1948 Publishing House, Karāchī, p:9

9۔ عین الحق فرید کوٹی" اردو زبان کا پس منظر"، "ماہِ نو" کراچی، جنوری ۱۹۷۰ء، ص:۲۸

[10] Ain-ul-Ḥaq Fareed Koti," Background of Urdu Language", "Māh-e-Nu", Karāchī, January 1970, p:28

الحمد (سورۃ فاتحہ)، درود (ابراہیمی)		ص:6
میں عاجز و کم نگاہ و فانی (حمد)	یوسف ظفر	ص:7
لولاک لما ہے شان محمد ﷺ (نعت)	یوسف ظفر	
ظہور قدسی	شبلی نعمانی	ص:8
خسرو، قدسی		ص:9
فیضی، گرامی		ص:10
ہر تو مہر، غالب	عاصم حسین	ص:11
ارمیے از خوی	اقبال	ص:12
سلام بہ درگاہ خیر الانام	ابوالاثر حفیظ	ص:13
خورشید تازہ (نظم)	سید جعفر طاہر	ص:14
آفتاب صحرا (طویل نظم)	قاضی نذر الاسلام	ص:17
الوداع (حجاز سے رخصت ہوتے ہوئے)	مولانا ماہر القادری	ص:20
چارہ درد کائنات (نظم)	سید علی اختر حیدر آبادی	ص:22
عارف اسرار (طویل نظم)	صہبا اختر	ص:24
سحاب رحمت (انتخاب)	محسن کاکوروی	ص:28
حجتہ الوداع	مولانا غلام رسول مہر	ص:29
بارہ وفات	مولانا محمد جعفر پھلواروی	ص:34
برقاب تپاں	شیر افضل جعفری	ص:37
ابر گہر بار	سید فیضی	ص:38
گلہائے عقیدت	قمر جلالوی	ص:39
مسند نشین الامکاں	جمیل نقوی	ص:40
شعاع شعلہ مطور (طویل نظم)	عبداللہ خاور	ص:41

مشکوۃ منور	محشر بدایونی	ص:44
فخر موجودات	مولانا ابوالجلال ندوی	ص:45
مکمل زندگی، مکمل نمونہ	مولانا عبدالقدوس ہاشمی	ص:61
مطلع انور	نازش حیدری	ص:63
عطیات محمدی	سیدہ ہاشمی فرید آبادی	ص:64
پیکر نور	وجاہت سونی پتی	ص:66
تفسیر واللیل	حکیم راغب مراد آبادی	ص:66
نقیب حشم پیغمبر (مسجد نبوی)	محشر رسول نگری	ص:67
کتاب اللہ، رسول اللہ، والدین معہ	مولانا تمنا عمادی	ص:69
مہر عرب، ماہ عجم	بشیر فاروق	ص:80
خوشادہ دور	رفیق خاور	ص:81
میر خمستان حجاز	لفٹیننٹ کرنل خواجہ عبدالرشید	ص:85
نور علی نور	میر جعفری	ص:88
فقر غیور	عبدالحفیظ خاں	ص:89
مہر درخشاں	شمس وارثی لکھنو	ص:90
عشق رسول	شاہ محمد عبدالغنی نیازی	ص:91
میرے مانجھی لیے چل مدینے مجھے	قاضی نذر اسلام	ص:96
عرفان محمد	جلیل قدوائی	ص:97
نور سحری	اے، ڈی اظہر	ص:98
عرض نیاز	زہرا، ڈار	ص:98
پرتو جمال، ارمغاں	کرم حیدری	ص:99
معراج بشر	مشتاق مبارک	ص:100

بہار جاوداں (طویل منظوم)	لطیف جلیلی	ص:101
رحمت کے نگیں	گویا جہاں آبادی	ص:107
خورشید بے زوال وغرب	اثر صہبائی	ص:108
شمع یزداں	اکبر درانی	ص:109
اردوئے قدیم اور نعت گوئی	افسر صدیقی امروہوی	ص:110
مثنوی راحت جاں	ڈاکٹر عبادت بریلوی	ص:117
خوب یزداں	نظر حیدر آبادی	ص:123
اسوہ نبوی	ضامن نقوی	ص:124
آئینہ شفاف	ضمیر اظہر	ص:127
شیر وشکر (مدینہ میں مہاجرین کی آباد کاری)	محمد سعود	ص:128
حب رسول	عبدالغفور قریشی	ص:132
کابروئے ہر دو سرا ست (نعتیہ کلام)	نور کاشمیری	ص:139
نذر دلمیر (دیہاتی شاعری میں مدح رسول)		ص:147
مولود	ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ	ص:151
شمع جہاں تاب	یاور عباس	ص:155
شارع انسانیت	مولانا حسن مثنی ندوی	ص:157
عشق محمد دولت ہے لاثانی	فضا جلالوی	ص:164
خُلق عظیم (فیچر)	حشمت فضلی	ص:165
سیاہ چٹان، سنہرے پھول	طاہر احمر	ص:168
روشنی اور سائے (تاثر)	عبدالغنی شمس	ص:172
عورتوں کا محسن اعظم	بیگم ہرمزی قدوائی	ص:176
غریبی اور کلمۃ الحق (ذاتی تاثرات)	سردار دیوان سنگھ مفتوں	ص:181

خسرو نورانیاں	رانا بھگوان داس بھگوان	ص:182
مہاپُرش (محمد ﷺ)	پنڈت گوپال کرشن	ص:183
محمد عربی میری نظر میں	نپولین بوناپارٹ	ص:185
رسول کا تیسرا ساتھی	پادری سی،ایف۔	ص:187
پیغمبر اسلام میری نظر میں	ڈاکٹر مسز اینی بیسنٹ	ص:190
عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی	جمیلہ عرفانی	ص:201
رسول پارک مدینہ میں	عبدالواحد سندھی	ص:203
رحلت رسول	عارف حجازی	ص:205
قدیم آثار نبوی	سید یوسف بخاری	ص:211
نقش جمیل (کلمہ طیبہ)	محمد حنیف رامے	ص:211"[11]

"ماہِ نو" کے مدیر ظفر قریشی نے سیرت نمبر جاری کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ پر درود شریف کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے سورۃ فاتحہ اور درود ابراہیمی عربی متن کے ساتھ ترجمہ بھی شائع کیا۔ ملاحظہ ہو:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ.

شروع اللہ کے نام سے جو مہربان ہے رحم والا

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ O الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ O مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ O إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ O اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ O

صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ O غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلا الضَّالِّينَ O

تمام تعریف اللہ کے لیے ہے جو سارے جہاں کا پروردگار ہے، مہربان ہے رحم والا، قیامت کے دن کا مالک ہے، ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں، ہم کو سیدھا راستہ دکھا، اُن لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا، نہ اُن لوگوں کا راستہ (تیرے) غضب میں مبتلا ہوئے اور نہ گمراہوں کا، الٰہی قبول فرما۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيْمَ، إِنَّکَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيْمَ، إِنَّکَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

10۔"ماہِ نو"، شمارہ جولائی۔ ستمبر ۱۹۶۳، ادارہ مطبوعات، کراچی، ص:۳۔۴

[11] Māh-e-Nu, Issue July-August 1963, Publishing House, Karāchī, p:3-4

الٰہی حضرت محمد ﷺ پر اور حضرت محمد ﷺ کی آل پر رحمت بھیج جس طرح تو نے رحمت بھیجی حضرت ابراہیم علیہ السلام پر، اور حضرت علیہ اسلام کی آل پر، بیشک تو تعریف کیا گیا ہے، بزرگ ہے۔ الٰہی حضرت محمد ﷺ پر اور حضرت محمد ﷺ کی آل پر برکت بھیج جس طرح تو نے برکت بھیجی حضرت ابراہیم علیہ السلام پر، اور حضرت علیہ اسلام کی آل پر، بیشک تو تعریف کیا گیا ہے، بزرگ ہے۔[12]

''ماہِ نو'' کے سیرت نمبر میں حضرت محمد ﷺ کو نذرانہ عقیدت پیش کرنے کے لیے مختلف شعرا کرام کے نعتیہ کلام، نظمیں اور اشعار شائع کیے گئے ہیں، جن میں یوسف ظفر، ابولاثر حفیظ، مولانا شبلی نعمانی، فیضی، خسرو، شیخ غلام حسین گرامی، سید جعفر طاہر، قاضی نذرالاسلام، مولانا ماہر القادری، سید علی اختر حیدر آبادی، صہبا اختر، محسن کاکوروی، جلیل قدوائی، اے ڈی، اظہر، زہرا، ڈار، کرم حیدری، مشتاق مبارک لطیف جلیلی، گویا جہاں آبادی، اکبر درانی، شمس وارثی لکھنوی، ضمیر اظہر، عارف حجازی اور سید یوسف بخاری کے کلام شامل ہیں۔ ان میں سے چنیدہ شعرا کرام کے نعتیہ کلام، نظمیں اور اشعار اس مضمون میں پیش کیے جاتے ہیں۔

مدح رسول ظفر یوسف اپنا نعتیہ کلام پیش کرتے ہیں: ملاحظہ ہو

لولاک لما ہے شان احمد

وہ مظہر ذات ، تیرے محبوب
ہم جن کے وسیلے ہیں منسوب
رُکتی ہے زبان کہ نام لیجئے
کیا شان ہے اُن کی اللہ اللہ
کونین تمام اُن کا صدقہ
منزل ہیں وہی، جہاں مسافر
اس طور سے تُو نگاہ میں ہے
خورشید کا نُور ماہ میں ہے
تُو خالق دو جہاں، وہ رحمت
تُو روح وجود ہے وہ صورت
افلاک پہ ہے درود خواں تُو
ہے جن وملک کا ہمزباں تُو
یاں ہم ہیں ترے کرم کے مظہر
ہے صلی علی وہ نام لب پر

11۔"ماہ نو"، شمارہ جولائی۔ ستمبر ۱۹۶۳، ادارہ مطبوعات، کراچی، ص:۶

[12] Māh-e-Nu, Issue July-August 1963, Publishing House, Karāchī, p:6

وہ تیرے، تُو ان کا راز داں ہے
اُن ہی کا وسیلہ درمیاں ہے
میں کیسے لکھوں، وہ ذات کیا ہے
تُو جانتا ہے ، کہ تُو خدا ہے
کوثر کی سیراب پو تو لکھوں
اظہار کی تاب ہو تو لکھوں
آنکھوں میں ہو نُور سرمہ طور
سینہ ہو تجلیوں سے معمور
حاصل ہو خیال کو رسائی
معدوم ہو میری بے نوائی
ہو جلوہ طور اور میں
پھر ذکر حضور اور میں ہوں
میں معجزہ خود حضور کا ہوں
دل شمع صفت ہے اُن کے دم سے
لایا ہوں چراغ یہ حرم سے
لو لاک لما ہے شان احمد
قرآن ہے ترجمان احمد[13]

ابولاثر حفیظ اپنا حضرت محمد ﷺ کی بارگاہ رسالت میں اپنا سلام پیش کرتے ہیں: ملاحظہ ہو

سلام بہ درگاہ خیر الانام

سلام اے آمنہ کے لال محبوب سبحانی
سلام اے فخر موجودات فخر نوع انسانی
سلام اے ظل رحمانی سلام اے نور یزدانی
ترا نقش قدم ہے زندگی کی لوح پیشانی
سلام اے سر وحدت اے سران بزم ایمانی
زہے یہ عزت افزائی زہے تشریف ارزانی
ترے آنے سے رونق آگئی گلزار ہستی میں

12۔"ماہ نو"، شمارہ جولائی۔ ستمبر ۱۹۶۳، ادارہ مطبوعات، کراچی، ص:۷

[13] Māh-e-Nu, Issue July-August 1963, Publishing House, Karāchī, p:7

شریک حال قسمت ہو گیا پھر فضل ربانی
سلام اے صاحب خلق عظیم، انسان کو سکھلا دے
یہی اعمال پاکیزہ یہی اشغال روحانی
تری صورت، تری سیرت، ترا نقشہ ، ترا جلوہ
تبسم، گفتگو، بندہ نوازی، خندہ پیشانی
اگرچہ فقر و فخری رتبہ تیری قناعت کا
مگر قدموں تلے ہے فر کسرائی و خاقانی
زمانہ منتظر ہے اب نئی شیرازہ بندی کا
بہت کچھ ہو چکی اجزائے ہستی کی پریشانی
زمین کا گوشہ گوشہ نور سے معمور ہوجائے
ترے پر تو سے مل جائے ہر ایک ذرے کو تابانی
حفیظ بے نوا ابھی ہے گدائے کوچہ الفت
عقیدت کی جبیں تیری مروت سے ہے نورانی
ترا در ہو مرا سر ہو، مرا دل ہو ترا گھر ہو
تمنا مختصر سی ہے مگر تمہید طولانی
سلام اے آتشیں زنخیر باطل توڑنے والے:
سلام اے خاک کے ٹوٹے ہوئے دل جوڑنے والے[14]

"ماہِ نو" کے سیرت نمبر میں حضرت محمد ﷺ کی سیرت پر مقالات، مضامین تحریر کیے۔ ذکر جمیل کے ذریعے ہدیہ پیش کرنے والے شعرا کرام جن میں: مولانا غلام رسول مہر، مولانا محمد جعفر پھلواردی، مولانا ابوالجلال ندوی، مولانا عبدالقدوس ہاشمی، سید ہاشمی فرید آبادی، مولانا تمنا عمادی، مولانا تمنا عمادی، مولانا حسن مثنی ندوی، محمد مسعود، بیگم ہرمزی قدوائی، جمیلہ عرفانی، عبدالواحد سندھی، سردار دیوان سنگھ مفتوں، نپولین بونا پارٹ، پادری سی، ایف۔ اینڈریوز، ڈاکٹر مسز اینی بیسنٹ، ضیاالدین احمد برنی، پنڈت گوپا کرشن اور رانا بگوان داس بھگوان، لیفٹیننٹ کرنل خواجہ عبدالرشید، عبدالحفیظ خان، شاہ محمد عبدالغنی، ضامن نقوی، افسر صدیقی امروہوی، حشمت فضلی، طاہر احمر، عبدالغنی شمس اور محمد حنیف رامے شامل ہیں۔

ان مقالات اور مضامین میں سے سے چنیدہ شعر کرام کے نمونے پیش کیے جاتے ہیں۔ مولانا غلام رسول مہر نے حجتہ الوداع سے ایک مضمون تحریر کیا ہے۔ مصنف نے حضرت محمد ﷺ کے آخری خطبہ حجتہ الوداع کی روشنی ارشادات کے بارے میں بتایا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

13۔ "ماہ نو"، شمارہ جولائی۔ ستمبر ۱۹۶۳، ادارہ مطبوعات، کراچی، ص: ۱۳

[14] Māh-e-Nu, Issue July-August 1963, Publishing House, Karāchī, p:13

”حج ہجرت کے نویں سال فرض ہوا تھا۔اسی سال حضور صلعم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کو امیر الحج بنا کر مکہ معظمہ بھیج دیا۔ پھر سورہ برات کی چالیس نازل ہوئیں تو حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کو یہ آیتیں دے کر مکہ معظمہ کی طرف روانہ فرمایا تاکہ حج کے موقع پر سب کو سنادی جائیں۔ ہجرت کے دسویں سال ذی قعدہ کے مہینے میں رسول اللہ ﷺ نے خود ارادہ فرمالیا۔ یہ خبر مشہور ہوئی تو ہزاروں مسلمان بے تابانہ شرف معیت حاصل کرنے کے لیے تیار ہوگئے۔ حضور صلعم 26 ذی قعدہ 10 ہجری (23 اپریل 632ء) کو ہفتے کے روز مدینہ منورہ ہے اور تقریباً چھ سات میل کے فاصلے پر ہے۔آج کل اس مقام کو آباد علی کہتے ہیں۔27 ذی قعدہ کو قافلہ نبوی ذوالحلیفہ سے چلا اور ان الفاظ میں تلبیہ شروع ہوا:

لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لاَ شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لاَشَرِيْكَ لَكَ

ہم حاضر ہیں، ہم حاضر ہیں،اے خدا تیرے سامنے ہیں، تیرا کوئی شریک نہیں، ہم حاضر ہیں، ہر ستائش صرف تیری لیے ہے،اور یہ نعمت تیری ہے، سلطنت بھی تیری ہے، تیرا کوئی شریک نہیں۔“[15]

خلاصہ بحث:

”ماہِ نو“ ایک اسلامی، علمی وادبی رسالہ ہے پورے پاکستان کی آواز ہے۔ ہر پہلو سے متعلق ہوتے ہوئے قومی سر گرمیوں کا آئینہ دار ہے اور قومی زندگی کی ترجمانی کرتا ہے۔اس لیے چھوٹے بڑے مقامات ہوں یا وسیع و عریض علاقہ جات، ماضی ہو یا حال یا مستقبل قدیم روایات ہوں یا نئے نظریات ان کی دریافت اور نشو ونما اس رسالہ کا مقصد ہے۔اس لحاظ سے اس کا منصب محض صحافتی نہیں بلکہ خالص ادبی اور تخلیقی ہے۔ یہ تمام قوم کے مسائل و معاملات پر و غور و خوض کرتا ہے۔اس کی بنیادی خصوصیت تنوع ہے۔ابتدا سے ہی ”ماہِ نو“ کی نظر خوب سے خوب تر پر رہی ہے اور ایسے تجربات کا سلسلہ جاری رہا ہے جن سے یہ صحافت کے تازہ بہ تازہ تیوروں کے ساتھ علم وادب اور حکمت و فن کے نئے جوہر پیدا کرے۔ رسائل و جرائد کی تاریخ میں ”ماہِ نو“ واحد ماہنامہ ہے جو 1948ء سے اب تک زمانے کے ساتھ چل رہا ہے۔اسلامی، علمی وادبی وضع داری کو نبھاتے اور ادب کی بیش تر نئی تحریکوں کو قبول کرتے ہوئے اس ماہنامے نے خود کو ایک ادب ساز پرچہ ثابت کیا۔اس جریدے کی سابقہ تاریخ کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اس کے روشن مستقبل کی امید ہے اور یہ جریدہ افادی ادب کی ایسی شمع روشن کرے گی جس کی روشنی اور دور تک شاہراہ ادب کو روشن کردے گی۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

14۔ مولانا غلام رسول مہر" حجتہ الوداع“، ”ماہِ نو“ کراچی، جولائی-اگست ۱۹۶۳، ص:۲۹

[15] Mulānā Ghulām Rasool Māhar," Ḥajj-tul-Wadāh", "Māh-e-Nu", Karāchī, July-August,1963 p:29